مطبوعات

سلوکِ محمدی تصنیف میاں محمد ظہور الدین احمد (مرحوم)، پرنسپل بہاؤالدین کالج سونا گڑھ۔
ناشر ایم ضیاء الدین احمد ۴۳۔ زینت مینشن وڈ اسٹریٹ کراچی۔
آرٹ پیپر کے ۵۹۲ صفحات بڑا سائز آفسٹ کتابت طباعت۔ قیمت ۵۰/- روپے

احکامِ شریعت کا تعلق انسان کے ظاہری اعمال سے ہے۔ جبکہ سلوک و تصوف انسان کے باطن سے بحث کرتا ہے۔ ریاء سے پاک ہو کر خالصتاً خدا کی خوشنودی کے لیے کام کرنا، دل کو بُرے خیالات اور اندیشوں سے بچانے کی کوشش کرنا، نوعِ انسانی کی بے غرضانہ خدمت کرنا اور بحیثیت مجموعی خلقِ خدا سے محبت کرنا تصوف کے اصول و مبادی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اس لحاظ سے نہایت قابلِ قدر کوشش ہے کہ اس میں سلوک و تصوف کا جو تصور دیا گیا ہے وہ تمام تر نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات سے ماخوذ ہے۔ نمایاں عنوانات ملاحظہ ہوں: بنیادِ سلوک، محبت، مقاماتِ سلوک، فرائض و واجباتِ سلوک، کائنات میں انسان کا درجہ اور اس کا توحیدِ باری تعالیٰ کے ساتھ تعلق، علم، غیر شعوری علم، اس کے اقسام، رویائے صادقہ، الہام، القاء، وحی، مقصد و معراجِ وحی، سلوکِ محمدی کے مقاصد۔ لطائفِ روح و نفس کی تربیت، شعورِ حق، اوراد و اذکار، سلوکِ محمدی پر عمل پیرا ہونے والوں کا روحانی ارتقاء اور ان کے مدارج۔

عام طور پر کتبِ تصوف ایسے مواد پر مشتمل ہوتی ہیں جن کا بیشتر تعلق کشف و کرامات سے ہوتا ہے اور ان کو پڑھ کر آدمی کے اندر سعی و عمل اور جد و جہد کرنے کا داعیہ پیدا ہونے کے بجائے کچھ مخصوص چلوں اور اوراد و وظائف پر توجہ مرکوز کرنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ یا پھر ذرا اونچے درجے کی کتبِ تصوف میں اصلاحِ ذات پر زور دیا جاتا ہے وہاں بھی خارجی ماحول اور اجتماع و معاشرہ کو تقریباً نظر انداز ہی کر دیا جاتا ہے اور

اس کے بگاڑ کے سدِّ باب کی اجتماعی کوشش کم از کم ہمارے ماضی قریب کے زوال پذیر تصوّف میں کہیں نظر نہیں آتی۔

اس کے برعکس زیرِ تبصرہ کتاب میں کشف و کرامات اور اصلاحِ ذات سے متعلق مباحث تو خیر اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ، تجدیدِ دین اور تحریک و عمل پیدا کرنے والی بھی کچھ چیزیں نظر آتی ہیں مزید برآں اس کے مطالعہ سے آدمی کو زندگی کے ظاہری و باطنی پہلوؤں کی اصلاح کے لیے اتباعِ اسوۂ محمدی کی نہایت زوردار ترغیب ملتی ہے اور ہماری رائے میں اس کتاب کا یہی سب سے زیادہ مفید پہلو ہے۔

مؤلف کا اندازِ تحریر سلجھا ہوا ہے ان میں کوئی روحانی غرور، احساس برتری اور ادعا پسندی کے آثار نظر نہیں آتے۔ اور نہ تصوف سے کورے حضرات کی انہوں نے کہیں خبر ہی لی ہے۔ ہماری رائے میں اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

کتاب میں بعض جگہ اندازِ بیان محتاط نہیں رہا مثلاً سلوک محمدی پر عمل کرنے والوں کا روحانی ارتقا بتاتے ہوئے فاضل مؤلف نے ایک ترکیب اتصال باللہ کی بھی استعمال کی ہے۔ جس میں ذہن فوری طور پر کسی چیز کے ذاتِ حق سے متصل اور ملحق ہو جانے کا تاثر قائم کرتا ہے جو بجائے خود ٹھیک نہیں ہے۔ اگرچہ اس ضمنی عنوان کی تشریح کرتے ہوئے مصنف نے قاری کے اس اوّلین تاثر کو قائم نہیں رہنے دیا۔ ایسے ہی کچھ مقامات اور بھی ہیں جو اصلاح طلب ہیں۔

کتابت کی غلطیاں بھی کہیں کہیں رہ گئی ہیں۔ ایک جگہ (صفحہ ۵۰) حزب اللہ کو حذب اللہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح کلمہ طیبہ لا الٰہ الا محمد الرسول اللہ نظر آتا ہے (صفحہ ۵۹)۔ المحب لمن یحب مطیع کے لمن کو لن میں تبدیل کرکے مفہوم کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہے صفحہ ۹۱۔

علم تفسیر اور مفسرین | مؤلف ڈاکٹر رشید احمد جالندھری۔ ناشر المکتبۃ العلمیہ ۱۵۔ لیک روڈ لاہور۔
طباعت ٹائپ۔ سفید کاغذ کے ۱۱۰ صفحات۔ قیمت درج نہیں۔

زیرِ نظر کتابچہ دراصل ایک مقالہ ہے جسے ڈاکٹر رشید احمد صاحب نے انگریزی میں لکھا اور محمد سرور صاحب مدیر المعارف لاہور نے اسے اُردو میں منتقل کیا۔ اس میں تفسیر بالروایت، تفسیر بالرائے اور صوفیانہ تفسیر کا جائزہ لیا گیا ہے جو پانچویں صدی ہجری تک کے تفسیری کام پر مشتمل ہے۔

ہم نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ محترم مؤلف کی نظر میں نہ تو تفسیر بالروایت ہی صحیح تفسیر ہے اور نہ تفسیر بالرائے کو ہی صحت مند تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔

"یہی وہ زمانہ (صدر اول کا آخری دور) ہے جس میں قرآن کی تفسیر کے متعلق دو غیر صحت مندانہ اور ایک دوسرے کے مدمقابل طریقے بروئے کار آئے۔ ان میں سے ایک متکلمین کا اور دوسرا اصحاب الروایت کا طریقہ تھا۔"

جہاں تک صحت مند طریقۂ تفسیر کا تعلق ہے اس کے متعلق مؤلف نے امام سیوطی کے حوالے سے یہ بات درج کی ہے کہ علماء کے نزدیک جو شخص قرآن کا صحیح مفہوم معلوم کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے اس کی تلاش خود قرآن ہی کے صفحات میں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ قرآن ایک جگہ کسی چیز کا اجمالی طور پر ذکر کرتا ہے تو دوسری جگہ اس کی مزید تفصیل بیان کر دیتا ہے ... یہ بات بجائے خود ٹھیک ہے مگر محقق علماء نے اس کے ساتھ جو بات بالاتفاق کہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر قرآن میں کسی اجمال کی تفصیل نہ ملے تو سنتِ رسول کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس کے بعد اقوالِ صحابہ دیکھے جائیں۔ اس کے بعد قرآن و سنت اور اقوالِ صحابہ کی روشنی میں ایسا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کی جائے جو لغتِ عرب اور زمانۂ نزولِ قرآن سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ ہو ـــــ مگر اس طریقۂ تفسیر کو جناب مؤلف نے تفسیر بالروایت کے زمرہ میں لا کر غیر صحت مند قرار دے دیا ہے اور اپنے اس موقف کی تائید میں قدیم لٹریچر سے انہوں نے رطب و یابس کافی مواد جمع کر دیا ہے جسے دیکھ کر آدمی کا تفسیر کے معاملے میں کم از کم صحابہ و تابعین سے تو اعتماد اٹھ جاتا ہے ـــــ اس کے بعد ان کو بلحاظِ تفسیر کوئی چیز اگر اطمینان بخش نظر آتی ہے تو وہ صوفیانہ تفسیر ہے اس کی مثالیں جو موصوف نے بیان کی ہیں ان میں سے آپ بھی چند ایک سُنیں۔ ویقیمون الصلوٰۃ سے مراد روح کی نماز ہے۔ والنجم اذا ھویٰ۔ قسم ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آپ واپس آئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دفعہ خدا سے پوچھا کہ وہ کہاں مکین ہے تو خدا کا جواب تھا ایک ٹوٹے ہوئے دل میں ـــــ بہشت کے ہر درخت کے پتے پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

صحابہ سے جو تفسیر منقول ہے اس کے لیے فاضل مؤلف نے راویوں کی خوب خوب چھان بین کی ہے۔ مگر صوفیاء کی مذکورہ بالا اور اسی قسم کی دیگر تفاسیر کے لیے کسی اصولِ روایت و درایت کا موصوف کو خیال نہیں آیا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس آزادیٔ فکر کے ساتھ وہ قرآن کو سمجھنا اور سمجھانا چاہتے ہیں اسی کے لیے صوفیا کی ایسی رمز و اشارات پر مبنی تفاسیر اچھی مثال ہیں جبکہ سنت اور اقوالِ صحابہؓ آدمی کو کچھ پابند کر دیتے ہیں اور قرآن فہمی کے نام سے اُن کا غزالِ فکر آزادانہ چوکڑیاں نہیں بھر سکتا۔

ہماری رائے میں علم تفسیر اور مفسرین کا یہ پانچویں صدی ہجری تک کا جائزہ ـــــ جس میں بعد کے اکابر مفسرین اور ان کے کارناموں کا ذکر بہرحال نہیں کیا جا سکتا تھا ـــــ کچھ مخصوص مقاصد سے خالی نہیں جن میں سے ایک نہایت نمایاں مقصد فاضل مؤلف کے اپنے الفاظ میں یہ ہے "لیکن اس سے ہم اُن خدشات کا تو اندازہ کر سکتے ہیں جو قرآن کی تفسیر کے متعلق روایات کی کثرت کو دیکھ کر علماء کے دل میں پیدا ہو گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں تفسیر کے معاملے میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور یہ کہ قرآن مجید کے ہر طالب علم کا فرض ہے کہ وہ اسے بہتر طریقے سے سمجھنے کے لیے ایک نئی کوشش کرے" (علم تفسیر اور مفسرین صفحہ ۱۸)

پاکستان کی نظریاتی بنیادیں مصنف ڈاکٹر وحید قریشی - ناشر ایجوکیشنل ایمپوریم - النصویر ۲۰ چیمبر لین ڈ لاہور
بڑے سائز کے پونے تین سو صفحات - سفید کاغذ، کتابت طباعت عمدہ -
قیمت مجلد -/۱۵ روپے۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب ہمارے ملک کے نہایت معروف اصحاب علم میں سے ہیں انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ پڑھنے پڑھانے میں گزارا ہے اور مقدور بھر نئی نسل کی خدمت کی ہے - زیر نظر کتاب میں موصوف نے نوجوان نسل کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان کو بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی نیز اس کا قیام کن بنیادوں پر ممکن ہوا ہے؟ اور وہ بنیادیں کچھ لوگوں نے آج وضع کر لی ہیں یا علامہ اقبال اور قائدِ اعظم جیسی عظیم ہستیوں نے قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے قیام پاکستان سے بھی بہت پہلے پیش کی تھیں؟ ان تمام سوالات کا جواب ڈاکٹر صاحب نے اپنی زیر تبصرہ تصنیف میں نہایت سنجیدہ و متین زبان میں ٹھوس دلائل کے ساتھ دیا ہے ـــــ
"پاکستان کی فکری اور سماجی بنیادیں" ـــــ "نظریاتی بنیادیں اور اقبال" ـــــ "نظریاتی بنیادیں اور قائد اعظم" • نظریاتی بنیادیں اور قرارداد پاکستان" ـــــ "نظریاتی بنیادیں اور مشرقی پاکستان" ـــــ "نظریاتی بنیادیں اور ہمارا آئین" - کتاب کے مندرجات کے نمایاں موضوعات ہیں۔

ہماری رائے میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ پاکستان کے ہر تعلیم یافتہ نوجوان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔